رجسٹرڈ والیم نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہی تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کرونگا دور اس ماہی اندھیرا — دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہی اک دل کی غذا ہی — فسبحان الذی اخزالاعادی

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۲۹ — یوم پنجشنبہ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۰ء — جلد ۵

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔ حضور نے دارالامان میں رونق افروز ہوتے ہی درس قرآن مجید شروع کر دیا ہے۔ جو ہفتہ میں تین بار ہوگا۔

۲۔ موسمی بخار کی کچھ کچھ شکایت ہے اللہ تعالیٰ فضل فرماوے۔

۳۔ مولوی جمال الدین صاحب (سابق فاضل) اور سید ابو محمد محفوظ الحق صاحب علی (مولوی فاضل) ایک تبلیغی جلسہ پر پوڑانوالہ (گجرات) تشریف لیگئے ہیں۔

۴۔ فضل الرحمن صاحب کو پاسپورٹ مل گیا ہے۔ جہاز والوں کے ساتھ خط و کتابت ہو رہی ہے۔ عنقریب وہ انشاء اللہ چین میں تبلیغ کیلئے روانہ ہونگے۔

ایک حدیث کا ترجمہ

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول عربی حضرت احمد مختار وہ مکی مدنی ہم سے فرمانے لگے مرد تھا اسرائیلی حاجت قرض جو اک روز اسے پیش آئی اپنے بھائی سے کہا قرض دو۔ دینار ہزار اُسی تاریخ کو دونگا جو مقرر ہوگی اُس نے پوچھا کہ ہو ضامن بھی کوئی تم لائے اور وہ شخص جو دے آکے گواہی اسکی وہ لگا کہنے کہ اللہ کفیل اور شہید بھائی جان۔ آپ جو سمجھیں تو یہی بیشک کافی سنکے دینار ہزار اُس نے حوالے کرکے یہ کہا لیجئے اور اس کی ہے مدت اتنی

اُسنے چاہا کہ میں دینار اسے اب دیدوں
قرض مومن پہ ہے ہر وقت وفا وعدہ کی
پہنچا ساحل پہ مگر پایا نہ طیار جہاز
اس لئے اسکی طبیعت میں ہوئی حیرانی
لے کے دینار انہیں بند کیا لکڑی میں
اور پانی میں سمندر کے امانت ڈالی
عرض کی اے مرے مولیٰ تجھے معلوم ہے بات
قرض میں نے تھا لیا دے کے کفالت تیری
اب مرا عذر بجا ہے کہ نہیں ہے مرکب
بس بہروسے پہ ترے میں نے یہ لکڑی پھینکی
اپنی منزل پہ حفاظت سے اسے پہنچا دے
کہ تجھے طاقت و قدرت ہے الٰہی ایسی
اب ادھر دیکھئے کیا فضل خدا ہوتا ہے
کس طرح کرتا ہے اللہ حفاظت اسکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساہوکار اپنے مکاں سے یہ سمجھکر نکلا
مرے مقروض کی آج آ ہی گئی ہے کشتی
دیکھتا کیا ہے نہ مقروض ہے نے قرض کا حال
سخت جھنجھلایا کہ وعدے کی وفا اسنے نہ کی
ساہوکاروں کی یہ عادت ہے کہ گھر میں اپنے
جیسے بھی ہو سکے جاتے نہیں ہرگز خالی
اسلئے موٹی سی لکڑی کہ تھی ساحل کے قریب
بس وہی لے کے ہوا اپنے مکاں کو راہی
جا کے پہاڑ اجواد سے تا کہ بنائے ایندھن
تو نکل آئی وہ دینار و نکی سونی تھیلی
شکر مولا کا کیا جس نے دلائے دینار
اور کہا مل گئی وعدے پہ وہ دولت میری
دوسرے وقت وہ مقروض بھی واں آ پہنچا
پیش کی عجز سے دینار و نکی پھر اک تھیلی
اور کہا بھائی مری اس میں نہیں کوئی خطا
نہ ملا کوئی جہاز اور نہ کوئی کشتی
اسلئے وقت پہ وعدہ مرا ایفا نہ ہوا
آپ دیدیں مجھے لبّد معافی اس کی
نیک نیت تھا اور ہر قرض کا دینے والا
اس لئے اس نے کہا یہ تو بتاؤ بھائی
پہلے بھی بیچ چکے ہو کہ نہیں تم دینار
کیونکہ ساحل پہ پڑی پائی تھی میں نے لکڑی
وہ جو گھر لایا تو دینار نکل آئے تھے
میں تو سمجھا تھا کہ ہے سب یہ عنایت تیری
عرض کی اس نے کہ ہاں میں نے نہ جب پایا جہاز
پھینکدی لکڑی کہ شاید اسے ملجا ئیگی
شکر صد شکر خداوند کبیر و متعال
کہ امانت مری وعدے پہ تمہیں پہنچادی
دوستو! تم بھی بنو ایسے ہی سچے انسان
برکت مال میں و اللہ تمہارے ہوگی
ترجمہ گو نہیں اچھا یہ مرا اے اکمل
پھر بھی پہنچا ہی دیا حکم رسول عربی

امریکہ میں تبلیغ اسلام

نمبر ۶

دو اور نو مسلم

اللہ پاک کے فضل و کرم سے یہاں تبلیغی کام روز افزوں ترقی پر ہے۔ گذشتہ رپورٹ کے بعد دو اور اصحاب نے دین اسلام قبول کیا۔ ایک کا نام مسٹر ریلف ٹاٹن ہے۔ یہ صاحب جہاز پر ملازم ہیں۔ اور میڈیم صدیقہ البنا کے فرزند ارجمند ہیں۔ میڈم قریباً دس سال سے مسلمان ہے۔ لیکن ریلف عیسائیوں کے زیر اثر تھا۔ تاہم والدہ کی تعلیم و تبلیغ ہمیشہ اسکو اسلام کی طرف کھینچتی رہی۔ کچھ عرصہ سے عاجز کے ساتھ ملاقات تھی۔ اور اسطرح مزید تبلیغ و تحریک کے بعد مسلمان ہوئے۔ اسلامی نام بشیر رکھا گیا۔ دوسرے صاحب مسٹر جانسٹن ہیں جو شہر کنگسٹن میں رہتے ہیں۔ خط و کتابت کے ذریعہ سے داخل اسلام ہوئے۔

حضرت مرشدنا امام سلسلہ احمدیہ کے مضمون مندرجہ اخبار الفضل کی تحریک پر امریکہ میں حفاظت اسلام کی انجمن قائم کیگئی ہے جسکے سکرٹری مسٹر محسینی اڈیٹر عربی اخبار المرآۃ اور پریذیڈنٹ خاکسار راقم منتخب ہوئے ہیں۔

بعض حالات پیش آمدہ کے ماتحت یہ مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ اس مشن کا مرکز اس ملک میں بجائے نیویارک کے شکاگو مقرر کیا جائے۔ نیویارک ایک طرف ہے اور شکاگو نسبتاً مرکز میں ہے۔ اسواسطے آئندہ خط و کتابت کے واسطے (تا اطلاع ثانی) پتہ یہ ہوگا۔

M. M. Sadiq
c/o General Delivery
P.O. Chicago. Illinois
U.S. America

مسٹر ظفر علی کے مقدمہ کی سماعت

۲۰ ستمبر کو مسٹر محل سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ مسٹر ظفر علی ۵ ستمبر کو حسب وارنٹ کے ذریعہ گرفتار ہوئے تھے۔ اسکے علاوہ عدالت میں ایک جدید وارنٹ زیر دفعہ ۱۲۴-الف زیر تعزیرات ہند جاری کیا گیا۔ اور عدالت میں ہی اس پر ان سے دستخط لئے گئے۔ گورنمنٹ کی طرف سے سردار مہتاب سنگھ وکیل تھے۔ اور استغاثہ مسٹر اکرام الحق ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کیطرف سے پیش ہوا۔ استغاثہ زیر دفعہ ۱۲۴-الف اور ۱۵۳-الف تعزیرات ہند تھا۔

الزامات ۱۴-اگست کی حضرو ضلع اٹک کی مسٹر ظفر علی کی تقریر کی بنا پر لگائے گئے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ انہیں مسٹر مذکور نے گورنمنٹ کے خلاف جذبہ نفرت پھیلانے والے غلط فقرات کہے۔ ایک فقرہ جو مسٹر مذکور کی تقریر کا حصہ بتایا گیا یہ تھا۔ کہ بغداد میں ایک باپ بیٹا ترکوں کے خلاف جنگ میں شامل تھے۔ بیٹا مارا گیا۔ جب اسکا باپ بغداد واپس لے گیا تو مقتول کا چہرہ سور کا سا ہو گیا تھا۔

مسٹر ظفر علی نے کہا۔ کہ انمیں سے اکثر الزامات صحیح ہیں۔ اور بعض غلط۔ اور کہا کہ میں شہنشاہ معظم کا وفادار ہوں مگر لائڈ جارج اور گورنمنٹ ہند پر اعتراض کرنے کا مجھ کو حق ہے۔ گواہوں میں مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور قابل ذکر گواہ یہ ہیں۔ آنریبل ملک محمد امین صاحب شمس آباد۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی سید لال شاہ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ برکت علی سب انسپکٹر پولیس اٹک وغیرہ اور ہندو گواہوں میں سے ایک سوامی پرکاش نند سناتن دھرم پرچارک کا اپریٹر۔

مقدمہ کی آئندہ سماعت ۲۷ ستمبر کو ہونیوالی تھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان۔ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۰ء

کلام الامام

از مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بیعت کی غرض

ہر ایک شخص جو میرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے اُسکو سمجھ لینا چاہئے کہ اسکی بیعت کی کیا غرض ہے؟ کیا وہ دُنیا کے لئے بیعت کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے؟ بہت سے ایسے بدقسمت انسان ہوتے ہیں۔ کہ انکی بیعت کی غائیت اور مقصود صرف دنیا ہوتی ہے۔ ورنہ بیعت سے ان کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ اور وہ حقیقی یقین اور معرفت کا نور جو حقیقی بیعت کے نتائج اور ثمرات ہیں انہیں پیدا نہیں ہوتا۔ ان کے اعمال میں کوئی خوبی اور صفائی نہیں آتی۔ نیکیوں میں ترقی نہیں کرتے۔ گناہوں سے بچتے نہیں۔ ایسے لوگوں کو جو دنیا کو ہی اپنا اصل مقصود ٹھہراتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ

دنیا روزے چند آخر کار یا خدا و ند

یہ چند روزہ دنیا تو ہر حال میں گذر جاوے گی۔ خواہ تنگی میں گذرے خواہ فراخی میں۔ مگر آخرۃ کا معاملہ بڑا سخت معاملہ ہے وہ ہمیشہ کا مقام ہے اور اس کا انتقطاع نہیں ہے۔ پس اگر اس مقام میں وہ اسی حالت میں گیا۔ کہ خدا تعالیٰ سے اُس نے صفائی کرلی تھی اور اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے دل پر مستولی تھا۔ اور وہ معصیت سے توبہ کرکے ہر ایک گناہ سے جسکو اللہ تعالیٰ نے گناہ کرکے پکارا ہے بچتا رہا۔ تو خدا کا فضل اس کی دستگیری کریگا اور وہ اس مقام پر ہوگا کہ خدا اس سے راضی ہوگا۔ اور وہ اپنے رب سے راضی ہوگا۔ اور اگر ایسا نہیں تو پھر اسکا انجام خطرناک ہے۔

اس لئے بیعت کرتے وقت یہ فیصلہ کر لینا چاہئے کہ بیعت کی کیا غرض ہے۔ اور اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ اگر محض دنیا کی خاطر ہے تو بے فائدہ ہے۔ لیکن اگر دین کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رضاء کیلئے ہے تو ایسی بیعت مبارک اور اپنی اصل غرض اور مقصد کو ساتھ رکھنے والی ہے جس سے ان فوائد اور منافع کی پوری اُمید کیجاتی ہے۔ جو سچی بیعت سے حاصل ہوتے ہیں۔ جو حاصل ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور حقیقی توبہ انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے۔ اور اس سے پاکیزگی اور طہارت کی توفیق ملتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین۔

یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور نیز ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو گناہوں کی کشش سے پاک ہونے والے ہیں توبہ حقیقت میں ایک ایسی شے ہے کہ جب وہ اپنے حقیقی لوازمات کے ساتھ کیجاوے تو اسکے ساتھ ہی انسان کے اندر ایک پاکیزگی کا بیج بویا جاتا ہے۔ جو اُسکو نیکیوں کا وارث بنا دیتا ہے یہی باعث ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنیوالا ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ یعنی توبہ سے پہلے کے گناہ اس کے معاف ہو جاتے ہیں۔

اُسوقت سے پہلے جو کچھ بھی اس کے حالات تھے۔ اور جو بے جا حرکات اور بے اعتدالیاں اُسکے چال چلن میں پائی جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن کو معاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک عہد صلح باندھا جاتا ہے۔ اور نیا حساب شروع ہوتا ہے۔ پس اگر اس نے خدا تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کی ہے تو اسے چاہیئے کہ اب اپنے گناہوں کا نیا حساب نہ ڈالے اور پھر اپنے آپ کو گناہ کی ناپاکی سے آلودہ نہ کرے بلکہ ہمیشہ استغفار اور دعاؤں کے ساتھ اپنی طہارت اور صفائی کیطرف متوجہ رہے اور خدا تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے کی فکر میں لگا رہے اور اپنی اس زندگی کے حالات پر نادم اور شرمسار رہے جو توبہ کے زمانہ سے پہلے گذری ہے۔ انسان کی عمر کے کئی حصے ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک حصہ میں کئی قسم کے گناہ ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک حصہ جوانی کا ہوتا ہے جس میں غفلت ہوتی ہے پھر دوسری عمر کا ایک حصہ ہوتا ہے جس میں دغا۔ فریب۔ ریاکاری اور مختلف قسم کے گناہ ہوتے ہیں۔ غرض عمر کا ہر ایک حصہ اپنے طرز کے گناہ رکھتا ہے۔

پس خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اور وہ توبہ کرنے والے کے گناہ بخش دیتا ہے۔ اور توبہ کے ذریعہ انسان پھر اپنے رب سے صلح کر سکتا ہے۔ دیکھو انسان پر جب کوئی جرم ثابت ہو جائے تو وہ قابل سزا ٹھہر جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من یاتی ربہ مجرما فان لہ جہنم الآیۃ۔ یعنی جو اپنے رب کے حضور مجرم ہو کر آتا ہے اوس کی سزا جہنم ہے۔ وہاں نہ وہ جیتا ہے نہ مرتا ہے۔ یہ ایک جرم کی سزا ہے۔ اور جو ہزاروں لاکھوں جرموں کا مرتکب ہو اس کا کیا حال ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص عدالت میں پیش ہو۔ اور ثبوت اُسپر فرد قرار داد جرم ہی لگ جاوے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اُسکے بعد عدالت اوس کو چھوڑ دے تو کسقدر احسان عظیم اس حاکم کا ہوگا اب غور کرو کہ یہ توبہ وہی بریت ہے جو فرد قرار داد جرم کے بعد حاصل ہوتی ہے توبہ کرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ پہلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

اس لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر دیکھے کہ کسقدر گناہ ہو نہیں وہ مبتلا تھا اور اُن کی سزا کسقدر اُس کو ملنے والی تھی جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے معاف کر دی پس تم نے جو اب توبہ کی ہے چاہیئے کہ تم اس توبہ کی حقیقت سے واقف ہو کر ان تمام گناہوں سے بچو۔ جن میں تم مبتلا تھے۔ اور جن سے بچنے کا تمنے اقرار کیا ہے۔ ہر ایک گناہ خواہ وہ زبان کا ہو۔ یا آنکھ کا یا کان کا غرض ہر اعضاء کے جدا جدا گناہ ہیں اُن سے بچتے رہو۔ کیونکہ گناہ ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔

گناہ کی زہر وقتاً فوقتاً جمع ہوتی رہتی ہے اور آخر اس مقدار اور حد تک پہنچ جاتی ہے۔ جہاں انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ پس بیعت کا پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ یہ گناہ کی زہر کے لئے تریاق ہے۔ اس کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے۔ اور گناہوں پر ایک خط نسخ پھیر دیتی ہے۔

دوسرا فائدہ اس توبہ سے یہ ہے کہ اس توبہ میں ایک قوت و استحکام ہوتا ہے۔ جو مامور من اللہ کے ہاتھ پر سچے دل سے کیجاتی ہے۔ انسان جب خود توبہ کرتا ہے تو وہ اکثر ٹوٹ جاتی ہے۔ بار بار توبہ کرتا اور بار بار توڑتا ہے۔ مگر مامور من اللہ کے ہاتھ پر جو توبہ کیجاتی ہے جب وہ سچے دلسے کریگا۔ تو چونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ کے موافق ہوگی۔ وہ خدا خود اسے قوت دیگا۔ اور آسمان سے ایک طاقت ایسی دیجاوے گی جس سے وہ اُسپر قائم رہ سکے گا۔ اپنی توبہ اور مامور کے ہاتھ پر توبہ کرنے میں بھی فرق ہے۔ کہ پہلی کمزور ہوتی ہے۔ دوسری مستحکم۔ کیونکہ اُس کے ساتھ مامور کی اپنی توجہ کشش اور دعائیں ہوتی ہیں۔ جو توبہ کرنے والے کے عزم کو مضبوط کرتی ہیں اور آسمانی قوت اُسے پہنچا لاتی ہیں جس سے ایک پاک تبدیلی اُس کے اندر شروع ہو جاتی ہے اور نیکی کا بیج بویا جاتا ہے جو آخر ایک بار ور درخت بن جاتا ہے +

پس اگر صبر اور استقامت رکھو گے تو تھوڑے دنوں کے بعد دیکھو گے کہ تم پہلی حالت سے بہت آگے گذر گئے ہو۔ غرض اس بیعت سے جو کیجاتی ہے دو فائدے ہیں ایک تو یہ کہ گناہ بخشے جاتے ہیں اور انسان خدا تعالےٰ کے وعدے کے موافق مغفرت کا مستحق ہوتا ہے دوسرے مامور کے سامنے توبہ کرنے سے طاقت ملتی ہے۔ اور انسان شیطانی حملوں سے بچ جاتا ہے۔ یاد رکھو اس سلسلہ میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی رضاء مقصود ہو کیونکہ دنیا تو گذرنے کی جگہ ہے وہ تو کسی نہ کسی رنگ میں گذر جائے گی۔

الحکم نمبر ۳۸ جلد ۷ - ۱۷ - اکتوبر ۱۹۰۳ء

ان بطش ربک لشدید

مسٹر ظفر علی ایڈیٹر اخبار زمیندار ہی عجیب ہستی ہیں نہ صرف روحانی گورنمنٹ سے نقار بلکہ جسمانی گورنمنٹ سے بھی مقابلہ کرنیکو تیار۔

پہلے ایکدفعہ اپنے اخبار کی ضمانت دس ہزار تک ضبط کرا کے پریس کی مشینیں بھی دیکھ چکے۔ باوجود اسکے پولیٹیکل گرگٹ کا خطاب پایا۔ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔

اب پھر گورنمنٹ نے رحم و کرم سے کام لیکر انکو تقریری تحریری آزادی دی۔ تو اسکی قدر نہ کی اور پھر خلافت کی شورش میں حصہ لینا شروع کیا۔ بعض تقاریر کی بنا پر ایک مقدمہ گورنمنٹ کیطرف سے آپکے خلاف چلایا گیا ہے اور اسکے فیصلہ کے لئے ایک سپیشل مجسٹریٹ تقرر ہوا ہے۔ یہ امر مسٹر ظفر علی کے بہبودوں کیلئے قابل غور ہے۔ کہ پہلے ہی قادیان کے خلاف سب و شتم کرنیکے بعد

بعض اعتراضات کے جواب

۱۔ جو لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے الہام (انت منی وانا منک) پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ ذیل کی عبارت ملاحظہ فرماویں۔

رسالہ صوفی جو پنڈی بہاؤ الدین سے نکلتا ہے۔ ماہ جولائی ۱۹۲۰ء کے صفحہ ۱۴ سطر ۱۰ الغایت ۱۵ میں حضرت ابراہیم شاذلی ابن شیخ صالح رحمتہ اللہ علیہ کے حالات ایک شخص نیاز فتحپوری قلمبند کرتا ہوا لکھتا ہے

ایکدفعہ عراق کے اکثر علماء اسکی خدمت میں حاضر تھے۔ اور نہ جانے کس مسئلہ پر بحث ہو رہی تھی کہ اثنائے کلام میں (انا من اللہ والعالم منی) کی تفسیر کی اور ایسے فقیہانہ انداز سے اس پر روشنی ڈالتی ہوئے اسرار و غوامض کشف کئے۔ کہ ہر شخص بجائے خود حیران رہگیا اور اسکی یہ حیرانی کامل تین گھنٹہ تک جاری رہی۔ کہ تقریر کا سلسلہ ابھی جاری تھا۔ اسی دوران میں اُس نے ذات محمدی کی ایسی عجیب و غریب صفات بیان کیں اور اسکے بعض ایسے پہلوؤں پر نظر کی۔ جہاں تک بہت کم ایسی نظریں پہنچیں۔ جو پہنچیں۔ اور انہوں نے اسکے متعلق کچھ لکھا۔ منقول از کتاب اولیاء الزماں مصنفہ شیخ عثمان دمذاروی و ایک قلمی کتاب مناقب الامام

۲۔ جو لوگ الہام (انت منی بمنزلت توحیدی وتفریدی) پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ بھی مندرجہ ذیل حوالجات ملاحظہ فرماویں۔

(الف) رسالہ صوفی ماہ جولائی ۱۹۲۰ء صفحہ ۳۳ سطر الغایت ۶ پر لکھا ہے چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے ایک مرتبہ سوال کیا تھا۔ کہ "عرش کیا ہے" آپ نے جواب دیا۔ "عرش میں ہوں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر سوال کیا "لوح کیا ہے" جواب دیا میں ہوں۔ پھر پوچھا۔ کہ کرسی اور قلم کیا ہے" جواب دیا "میں ہی ہوں" "میں ہی ابراہیمؑ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ"۔ جبرائیلؑ"۔ میکائیلؑ" اور اسرافیلؑ ہوں" اور بعد فرمایا۔ جو حق کو پاتا ہے۔ وہ حق میں محو ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ حق ہے" یہی سبب تھا۔ کہ حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ اپنے تئیں بار بار "انا الحق" کہتے تھے۔

(ب) مولوی عبدالستار صاحب ساکن کھاریانوالہ نے ایک کتاب قصص الحسنین تفسیر سورۃ یوسفؑ تصنیف کی ہے۔ جسکو غالباً ہر ایک طبقہ کے اصحاب بڑی قدر و منزلت سے دیکھتے ہیں اور ہمارے علاقہ میں تو ہر ایک شخص جو معمولی علم بھی رکھتا ہو۔ اس کتاب کے پڑھنے کا اشتیاق رکھتا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۷۲ پر ایک حکایت طالب مولا کی اسطرح لکھی ہے۔

ملکی اعظم من ملک اللہ کسے ولی فرمایا
رب دے ملکوں افضل اسنے اپنا ملک بنایا
جوشِ محبت نال آوازہ کیتس مستی حالوں
آکھیس ربدا ملک کمینہ ملک اساڈے نالوں
صاحب علم شریعت لوکاں غضب دا لانوچ آیا
ایہہ توں سخن مخالف کیتا کلمہ کفر سنایا
آکھیس کیا توفیق اسانوں کفر کلام الاواں
ظاہر باطن صاف عقیدہ سچی بات سناواں
ربدا ملک زمیں آسماناں جنہاں تے انسانا
اسوچ ہور نہ وارث کوئی پالنہار جہاناں
اپنی خلقت نوں رب دیکھے جیندا ورثہ ہوئی
نظر اساڈی مولا اوپر ہور نہ دسے کوئی
فانی چیزاں ربدا ورثہ جدکد ہوون فانی
ساڈا ورثہ قائم دائم مالک وہیں جہانی
دنیا ملک خدا دے اوپر جو کوئی نظر ٹکاوے
بت پرستی اس پر ثابت کوین ایمان لیجاوے
جو اس ملکوں دوری کرسی اسول کرے حضوری
نامنظوری ہوسی اسنوں نہیں تاں نامنظوری
سب خلقت پیدائش اسدی آخر نوں مر جانا
رب اساڈے قائم رہنا شان قدیم ربانا
اے لوگو تاں رب پیارا دعویٰ دیتی کردے
پھر کیوں اسدے ورثہ اوپر نظر محبت دھردے
غیر محبت اسدے باجھوں روانہ کرنی آئی
کیوں رب نال محبت کر کے جنت حرص لگائی
سنکر حیرت اندر سبکوئی اوسے ساعت آیا
کہن لگے سب اہل شریعت عاشق سچ فرمایا

(ج) مثنوی میں مولانا روم علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں

چوں تو خواہی ہم نشینی باخدا
توبرو اندر حضور اولیاء
گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

جو لوگ محمدی بیگم کے نکاح کا اعتراض کرتے ہیں۔ وہ ذیل کی آیت کا حاشیہ ملاحظہ فرمادیں

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فٰرِغًا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ پ ۲۰ ع ۴

اس آیت کا حاشیہ مولوی عبدالغفور عبدالاول حمائل غزنویہ امرتسری میں لکھتے ہیں۔

ابوامامہ رضؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خدیجۃ الکبریٰ سے فرمایا تجھکو معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے میرا نکاح کر دیا مریمؑ عمران کی بیٹی کے ساتھ اور کلثوم موسےٰ علیہ السلام کی بہن کے ساتھ اور فرعون کی بی بی کے ساتھ۔ انہوں نے کہا آپ کو مبارک ہو۔ یا رسول اللہ۔ روایت کیا اسکو طبرانی اور ابن عساکر نے ۱۲ فتح

(مولوی) محمد حسین احمدی موضع مین
تحصیل شرقپور

مولوی ثناء اللہ صاحب سے گفتگو

انجمن احمدیہ بٹالہ کا جلسہ ۱۸۔ ۱۹ ستمبر کو منعقد ہوا۔ جسمیں علمائے سلسلہ احمدیہ کی تقاریر ہوئیں جلسہ کے انعقاد سے پہلے تمام مخالفین کو مباحثہ کے واسطے دعوت کیا گیا تھا۔ کہ جو صاحب مناظرہ کرنا چاہیں۔ پہلے وہ شرائط مباحثہ طے کر لیں مگر الحق یعلو ولا یعلےٰ نے اپنا جلوہ دکھایا۔ مخالفین میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ ہمارے مقابلے پر آئے اور مرد میدان بنکر اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کرے سب نے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے ثابت کر دکھلایا۔ کہ شیر و بکے مقابلے میں آنا اور پہاڑ دل سے ٹکرانا۔ کوئی مذاق نہیں کوئی ہنسی نہیں۔ کارے دارد۔ خیر جلسہ بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

غیر احمدیوں نے مولوی ثناء اللہ کو بلایا تھا۔ مگر اسے یہ جرأت نہ ہوئی کہ ہمسے آکر مناظرہ کرے یوں ہی ٹال مٹول کرتا رہا۔ شہر میں اعلان کیا گیا کہ مولوی ثناء اللہ کی آج ۳ سے ۵ بجے تک تقریر ہوگی اور بوقت شب ۸ بجے سے تقریر شروع ہوگی۔ خیر ہم اور چند اور احمدی احباب مولوی ثناء اللہ کی ہر دو تقریر میں شامل ہوئے۔ اور انکے لیکچر سننے مگر انہوں نے اپنے لیکچروں میں وہی رونا رویا جو بارہا رو چکے ہیں۔ آپ ہمیشہ ایک ہی بات کو رٹتے ہیں کوئی ایسی نئی بات آپنے بیان نہیں کی۔ جسکا ہماری طرف سے جواب نہ دیا گیا ہو۔ خیر رات کو جب آپ اپنی تقریر ختم کر کے بیٹھے تو میں کھڑا ہو گیا اور کھڑے ہوتے ہی مجھے یہ شعر پڑھا کہ ؎

ہر چہ اوقات نہ بودے تو اجازت دیہے
ہم بہی حال دل ناشاد سنائیں دم بھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھے کہا گیا کہ کیا آپ کوئی اعتراض کرنا چاہتے ہیں جواباً مینے کہا کہ جی ہاں۔ کہا کہ آپ کتنے منٹ لینگے مینے کہا جتنے منٹ آپ دیں۔ کہا گیا کہ جتنے منٹ آپ چاہیں بول سکتے ہیں۔ خیر مینے کہا کہ بالفعل مجھے دس منٹ دئے جائیں۔ سیکرٹری خلافت نے کہا منظور ہے۔ آپ تقریر شروع کریں چونکہ تین چار ہزار آدمی کا مجمع تھا۔ کچھ شور ہو رہا تھا۔ جب میں بولا۔ تو ایک سناٹا سا چھا گیا۔ اور خاموشی ہو گئی مینے اپنی تقریر یوں شروع کی۔ کہ۔

واعظوں کی خوش بیانی کے سبب
جھوٹ سچ کا فصل تک جاتا رہا
حاشئے اتنے چڑھائے متن پر
اعتبارِ اصل تک جاتا رہا

یاحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن ۔ افسوس ہے بندوں پر کہ انکے پاس کوئی ایسا رسول نہیں آیا جسکے ساتھ ہنسی ٹھول نکیا ہو۔ پھر میں نے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بار بار وہی اعتراض کرتے ہیں جنکے بارہا جوابات دئے جا چکے ہیں ماشاء اللہ انکے اعتراض بھی آوا گون کے چکر میں رہتے ہیں۔ آریوں کی طرح بار بار وہی اعتراض مولوی صاحب ہمیشہ ہر جگہ یہی کہتے رہتے ہیں کہ صاحب! مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مریگا۔ اسلئے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں کیونکہ اپنے قول کے مطابق مجھسے پہلے مر گئے لہذا اسوقت بھی مولوی صاحب نے یہی کہا ہے اور ساتھ ہی بڑے طمطراق سے ایک شعر بھی پڑھا ہے کہ ؎

لکھا تھا کاذب مریگا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

لہذا اب میں اسکا جواب دیتا ہوں مولوی صاحب سنئے اور اپنے شعر سے مقابلہ کر لیجئے۔ جوابمیں میں بھی شعر ہی پڑھتا ہوں

مفسد و کاذب کو لمبی عمر ملتی ہے لکھا
کذب میں سچا تھا اسلئے زندہ رہا

پھر میں نے کہا کہ جناب۔ آپ اعجاز احمدی دیکھیں اس میں سیدنا مرزا صاحبؑ نے آپکو للکار کر کہا ہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اسبات پر رضامند ہوئے۔ ن۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اسکے جوابمیں آپنے عاجزانہ طور پر سیدنا مرزا صاحب کو لکھا کہ آپ تو نبوت کے مدعی ہیں۔ اور نبی تو رحیم و کریم ہوتے ہیں۔ آپ میری موت کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ میری موت دو مردوں پر کیونکر حجت ہوگی اور میرے مرنے سے آپ کو کون مان لیگا۔" پھر جب آپ مقابلہ پر آئے ہی نہیں تو فیصلہ کیا۔ جبکہ آپنے منظور ہی نہیں کیا مہربانی فرما کر اسکا جواب عنایت فرمائیں۔ پھر میں نے کہا کہ مولوی صاحب نے نکاح پر بھی اعتراض کیا ہے۔ کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی جواباً عرض ہے کہ جناب اگر پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تو کیا وجہ ہے کہ محمدی بیگم کے قریبی رشتہ دار احمدی ہو گئے اور خود محمدی بیگم کا خاوند مرزا صاحب کے تقدس اور علم و فضل کا قائل ہے اسکا خط موجود ہے۔ وہ اپنے خط میں لکھتا ہے کہ میں۔ جناب مرزا صاحب کو ایک راستباز اور باخدا انسان سمجھتا ہوں۔" بتائیں اسمیں کیا بھید ہے

بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ
کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے

میں نے مولوی صاحب کو مخاطب کیا اور کہا کہ بتلائیے اگر پیشگوئی غلط ہوتی تو الٹا اثر ہونا چاہئے تھا۔ اور وہ لوگ اور زیادہ شوخ و گستاخ ہو جاتے نہ یہ کہ اسکے برعکس اثر ہوتا بتائیں کیا بات ہے باقی رہا اعتراض۔ تو اعتراض تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک نکاح پر بھی آج تک عیسائی کرتے چلے آتے ہیں۔ اور قرآن شریف میں لکھا ہے کہ ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک یعنی اگر کسی مدعی نبوت پر وہی اعتراض کئے جائیں جو اُس سے پہلے سچے نبیوں پر کئے گئے ہیں۔ تو وہ نبی سچا ہوتا ہے۔ بس یہ بھی ایک دلیل ہے سیدنا مرزا صاحب کے سچے ہونے پر

اتنا کہکر میں بیٹھ گیا کہ مولوی صاحب جواب دیں مولوی صاحب نے اٹھکر کہا کہ "برخوردار قادیان کے مدرسے کے پڑھے ہوئے ہیں اور یہ وہی بولیں گے جو انکو سکھایا گیا ہے پھر کہا کہ مرزا صاحب نے جسوقت مجھے لکھا کہ آؤ مباہلہ کر لو تو میں نے انکار کیا مگر ڈیڑھ ماہ کے بعد مرزا صاحب نے لکھا کہ "ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے درحقیقت یہ خدا کی طرف سے ہے انسانی دخل نہیں۔ اب خدا ہی فیصلہ کریگا۔ جو میں لکھ چکا ہوں کہ جھوٹا سچے سے پہلے مریگا۔ پس مرزا صاحب نے خدا سے اس فیصلہ کی قبولیت کا سارٹیفکٹ حاصل کر لیا تھا۔ اور لکھا تھا کہ دعاء قبول ہو گئی ہے بس صاف ظاہر ہے کہ میری منظوری یا عدم منظوری کو اسمیں کوئی دخل نہیں۔ اور نہ میرے اقرار یا انکار پر اسبات کا انحصار ہے۔ کیونکہ یہ یکطرفہ دعاء تھی نہ مباہلہ۔ پھر نکاح کے متعلق کہا کہ آنحضرت صلعم کو جبرائیل علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضؓ کی خواب میں تصویر دکھائی اور کہا کہ تیرا نکاح اسکے ساتھ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ صداقت ہے۔ نہ یہ کہ نکاح تو آسمان پر ہو جائے اور بیوی دوسرے کے پاس رہے۔

یہ کہکر مولوی صاحب بیٹھ گئے۔ پھر میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ مولوی صاحب نے میرے اعتراض کا جواب نہیں دیا۔ اور مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ یکطرفہ دعاء تھی میری عدم منظوری کا اسمیں دخل نہیں اور یہ مباہلہ نہیں۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ آپ پہلے اسیکو مباہلہ مانتے رہے ہیں۔ چنانچہ جسوقت مرزا صاحب کا انتقال ہوا تو مولوی صاحب نے ایک مضمون لکھا۔ جسکی سرخی یہ تھی کہ "کرشن قادیانی پر ہمارے مباہلہ کا اثر" مولوی صاحب بتائیں پہلے سچ بولا تھا یا اب سچ بولتے ہیں۔ پھر مولوی صاحب نے یہ کہا ہے کہ میری منظوری یا عدم منظوری پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسکا انحصار نہیں کیونکہ یہ یکطرفہ دعا تھی۔ جناب اگر یہ یکطرفہ دعا تھی تو سیدنا مرزا صاحبؑ کے یہ کہنے کا کیا مطلب کہ اگر ثناء اللہ اسبات پر رضامند ہوا کہ کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہو جائے تو یقیناً وہ پہلے مریں گے"۔ بس تمام دارومدار آپکے اقرار یا انکار پر منحصر ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحبؑ کا یہ لکھنا کہ ثناء اللہ جو چاہے اسکے نیچے لکھدے اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ صاف اسبات پر دلیل ہے۔ .....

.....

..... کہ حضرت مرزا صاحبؑ آپ سے کچھ مطالبہ کر رہے ہیں۔ پھر دیکھئے خود آپ کے الفاظ بھی اسبات پر دلالت کرتے ہیں۔ کہ آپ سے کسی بات کا مطالبہ کیا گیا ہے جیسا کہ آپ جواب میں لکھتے ہیں۔ کہ "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسبات کو منظور کر سکتا ہے (کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرجاوے) کیونکہ قرآن میں تو لکھا ہے کہ جھوٹے دغاباز مفسد نافرمان کو زیادہ عمر ملتی ہے **ویمدھم فی طغیانھم** اور **وانملی لھم ان کیدی متین** ہ بس آپ یہ کیا غلط اصول بنائے ہیں۔ کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرجاتا ہے حالانکہ آنحضرت صلعم باوجود نبی صادق ہونیکے مسیلمہ کذاب سے پہلے فوت ہو گئے باوجود اسکے کہ مسیلمہ کذاب جھوٹا نبی تھا"۔ بس جناب آپکے یہ الفاظ کہ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ فریق ثانی نے آپ سے کسی امر کا مطالبہ کیا ہے جس کے جواب میں آپ یہ کہتے ہیں۔ کہ "مجھے منظور نہیں"۔ پس سیدنا مرزا صاحبؑ نے ایک طریق فیصلہ پیش کیا جسکو مولوی صاحب نے نامنظور کیا پھر نتیجہ کیا۔ سیدنا مرزا صاحبؑ اپنی طبعی موت سے مرے۔ ہاں ایک بات اور ہے کہ سیدنا مرزا صاحب نے فیصلہ کا یہ طریق پیش کیا۔ کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے۔ مولوی صاحب نے اسکو نامنظور کیا اور یہ کہا یہ طریق فیصلہ ٹھیک نہیں کیونکہ سچا پہلے مرجاتا ہے جسطرح آنحضرت صلعم مسیلمہ کذاب سے پہلے فوت ہوئے۔ بس خدائے تعالےٰ نے یہی فیصلہ کیا۔ کہ سچے کو وفات دیدی اور جھوٹے کو مسیلمہ کذاب کیطرح زندہ رکھا کیونکہ فیصلہ وہی قابل قبول ہے۔ جسکو مخالف تسلیم کرے

پھر میں نے کہا کہ مولوی صاحب ہمیشہ یہ کہتے رہتے ہیں کہ مرزائی دوستو آؤ۔ اور مرزا صاحب کو منہاج نبوت پر سچا ثابت کرو۔ میں مولوی صاحب سے کہتا ہوں کہ بیشک آپ سیدنا مرزا صاحب کو منہاج نبوت پر پرکھیں مگر انہیں معیاروں پر جنپر کہ آپ نے آنحضرت صلعم کو سچا مانا ہے وہ معیار کیا ہیں۔ وہ وہی ہیں جو آپ نے تفسیر ثنائی میں لکھے ہیں۔ چنانچہ آپ عیسائیوں کو للکارتے ہیں اور باہبل کا حوالہ دیکر لکھتے ہیں۔ کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے۔ آپ بتائیں کہ سیدنا مرزا صاحبؑ اگر جھوٹے تھے تو کیا وجہ ہے کہ وہ قتل نہیں کئے گئے حالانکہ قرآن بھی اسبات کی تائید کرتا ہے۔ کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآنمیں ہے۔ **لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین** ہ تمام دنیا جانتی ہے کہ سیدنا مرزا صاحبؑ اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے قتل نہیں کئے گئے اگر جھوٹے ہوتے تو ضرور قتل کئے جاتے۔ بس ظاہر ہے کہ سیدنا مرزا صاحبؑ سچے ہیں۔ اور وہ کامیاب ہو کے دنیا سے فائز المرام گئے۔ چونکہ مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں چند اشعار بھی پڑھے ہیں اور وہ اشعار یہ ہیں۔

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
خزاں بینی و بابینی غرض دار الزیاں بینی
یکے قطاع نسل و بیک امام بھنگیاں بینی
مسیح ابن مریم بچہ چنگیز خاں بینی ؎

جواباً عرض ہے

چگویم با تو گر آئی درامرت سر چہا بینی
دبا بینی بلا بینی غرض بیت الخلا بینی

"بڑی رخ" مولوی یک دشمن حق ہیو فا بینی
ثناء اللہ ابن خضر جو راجح ادا بینی

پھر میں بیٹھ گیا۔ مولوی صاحب نے اٹھکر کہا کہ ہر خوردار نے میری تقریر کا حوالہ دیا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے اور چونکہ مرزا صاحبؑ قتل نہیں کئے گئے اس سے سچے ہیں۔ ہر خوردار خدا کے عذاب دینے کے مختلف طریق ہیں۔ اور کئی رنگوں میں وہ سزا دیتا ہے۔ کسیکو طاعون سے ہلاک کرتا ہے کسیکو ہیضہ سے کسیکو قتل کے ذریعہ سے بس ظاہر ہے اور سب جانتے ہیں کہ مرزا صاحب ہیضہ سے ہلاک کئے گئے اور اس آیت کے ماتحت آکر وہ ہلاک ہوئے اور یہ کہنا کہ مرزا صاحبؑ دنیا سے کامیاب ہو کر گئے۔ بالکل غلط ہے وہ ناکام گئے دیکھو ایک جرنیل فوج لیکر دشمن پر چڑھائی کرتا ہے تا وقتیکہ وہ اپنے مقصد کو پورا ہوتے نہیں دیکھتا اسکو کامیاب نہیں کہہ سکتے بس مرزا صاحبؑ نے اپنے آنیکا پروگرام یہ بتایا تھا کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں تمام قومیں ایک ہو جائینگی بتاؤ کیا عیسائی دنیا سے مٹگئے یا آریہ ہندو نہیں رہے ظاہر ہے کہ آریہ عیسائیوں کی دن بدن ترقی ہے۔ بس مرزا صاحبؑ اپنے مقصد میں ناکام نظر آتے ہیں۔ یہ کہکر مولوی صاحب بیٹھ گئے

میں اٹھا تو کہا کہ اب وقت ختم ہو گیا۔ دعاء کیجاتی ہے بیٹھ جاؤ۔ مگر میں نے کہا کہ مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ مسیح موعودؑ کے زمانے میں تمام قومیں ایک ہونے کا یہ مطلب کہ دوسرے مذہب والا کوئی رہے گا ہی نہیں یہ بالکل غلط ہے کیونکہ قرآنمیں لکھا ہے **واغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ** کہ یہود و نصاریٰ میں عداوت ڈالدی ہے اور وہ قیامت تک رہینگے۔ اور ہیضہ کی بابت یہ عرض ہے کہ ہیضہ سے حضور کی وفات قطعی افتراء ہے آپ کو دستوں کی بیماری مدت سے تھی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حدیثو نہیں تو المبطون شہید اُصاف آیا ہے
تمہیں اس حال میں اسہال کا ہی کیوں گلا باقی

چونکہ ڈیھا صاحب نے آگے مجھے بولنے نہیں دیا۔ اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ اور سکرٹری خلافت نے جلسہ ختم کر دیا۔ فیصلہ ناظرین پر چھوڑتا ہوں

تیرے دلکو دیکھکر میری وفا کو دیکھکر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھکر

خاکسار حافظ سلیم احمد خاں اٹاوی احمدی متعلم
مدرسہ احمدیہ قادیان

کھلی چٹھی بنام مولوی محمد علی لکھوی

خانصاحب منشی فرزند علی صاحب نے ایک کھلی چٹھی مولوی محمد علی لکھوی کو لکھی ہے جس کا ایک حصہ افادۂ عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

مولوی صاحب! مسئلہ مختلف فیہ میں آپکا سارا زور اسبات پر تھا۔ کہ آیۂ کریمہ هو الذی بعث فی الامیین رسولا الخ میں لفظ بعث کے معنی ماضی اور مستقبل دونوں کے نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ بقول آپ کے قواعد علوم عربیہ کے خلاف ہیں۔ میں اسکے متعلق قرآن کریم سے ایک ایسی مثال پیش کرتا ہوں جو آیت زیر بحث کے ساتھ کمال مطابقت رکھتی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

واورثکم ارضھم وديارھم واموالھم وارضا لم تطئوھا وكان الله على كل شئ قديرا (سورہ احزاب ۱۵/۲۶ ترجمہ اللہ تعالےٰ نے (مسلمانوں) کو اُن (یہود بنی قریظہ) کی زمینوں مکانوں اور مالوں کا وارث بنایا اور ان زمینوں کا بھی (وارث بنایا) جنکے اوپر تمنے ابھی پاؤں نہیں رکھا اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

آپکو معلوم ہے کہ اس آیت کے پہلے حصہ میں تو اُس ارض اور اُن دیار اور اموال کا ذکر ہے جو یہود بنی قریظہ سے اس آیت کے نزول کے وقت تک مسلمانوں کے قبضہ میں آچکے تھے اور آیۃ کے دوسرے حصہ (وارضا لم تطئوھا) میں جس ارض کا ذکر ہے اُس سے مراد وہ تمام زمینیں اور ممالک وغیرہ ہیں۔ جو اُسوقت تک ابھی مسلمانوں کو نہیں ملے تھے۔ مگر بعد میں اُنکے قبضہ میں آنیوالے تھے۔ بات تو بالکل صاف ہے مگر شاید آپکو یہ خیال پیدا ہو کہ جو کچھ میں آپکی خدمت میں پیش کر رہا ہوں وہ بھی تفسیر بالرائی ہی ہے لہذا آپکے اس وہم کو دور کر نیکیلئے اتنا عرض کر دونگا کہ پہلی مفسرین بھی اسبات پر میرے ساتھ متفق ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو تفسیر فتوحی شرح بیضاوی جسمیں لکھا ہے وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا كفارس والروم والمعنى واورثكم اى سيورثكم جلد ۶ صفحہ ۱۲۹ یعنی اُس زمین سے جسپر ابھی تمہارے قدم نہیں پہنچے فارس و روم وغیرہ مراد ہیں اور یہاں اورثکم سیورثکم کے معنی بصیغہ مستقبل دیتا ہے اسکے علاوہ تفسیر روح المعانی میں یہ عبارت لکھی ہے۔ وارضا لم تطئوھا قال مقاتل ويزيد ابن رومان وابن زيد هى خيبر فتحت بعد بنى قريظ وقال قتادة كان يتحدث انها مكة وقال الحسن هى ارض الروم وفارس وقيل اليمن وقال عكرمة ما ظهر عليها المسلمون الى يوم القيامة واختاره فى البحر وقال عروة لم يكن احسبها الا كل ارض فتحها الله تعالى على المسلمين او هو عام وجيل فاتحها الى يوم القيامة جلد ۲۱ صفحہ ۱۳ مصنفہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود الالوسی البغدادی۔ خلاصہ یہ کہ ارضا لم تطئوھا سے مراد وہ تمام ممالک ہیں جنپر مسلمانوں کو تا قیامت قبضہ ہوگا۔

پس ثابت ہوا کہ آیت پیش کردہ میں جہاں اللہ تعالےٰ نے اُن زمینوں کے متعلق جو مسلمانوں کے قبضہ میں آچکی تھیں۔ اورثکم فرمایا ہے وہاں ارضا لم تطئوھا میں وہ زمینیں اور ممالک جو ابھی حاصل نہیں ہوئے تھے بلکہ آئندہ زمانہ میں حاصل ہونیوالے تھے انکی نسبت بھی صیغہ ماضی اورثکم ہی فرمایا اور اس سے مراد صیغہ مستقبل کا لیا۔ گویا اورثکم کے لفظ نے اس آیت کے پہلے ٹکڑہ میں تو بنی قریظ کے اموال و دیار وغیرہ کے لحاظ سے ماضی کے معنی دیئے۔ مگر دوسرے ٹکڑہ میں یعنی ارضا لم تطئوھا کے لحاظ سے وہی اورثکم کا لفظ سیورثکم کے معنی بصیغہ مستقبل دیتا ہے بعینہ اسی طرح آیۃ کریمہ هو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم الخ کے پہلے حصہ میں تو لفظ بعث کے معنے بصیغہ مستقبل یہ ہیں۔ کہ آخرین میں بھی جو ابھی اُن سے نہیں ملے ایک رسول بھیجے گا۔ جو اُن (آخرین) میں سے ہوگا۔ وہو المقصود *

مولوی صاحب! یہ ثبوت جو مینے پیش کیا ہے اسقدر فیصلہ کُن ہے کہ کسی قلب سلیم کو اسکے انکار کی گنجائش نہیں۔ اب اسکے بعد آپ کیلئے صرف دو ہی راستے کھلے ہیں۔ یا تو آپ مردانہ وار اپنی غلطی اور جہالت کا اعتراف کر کے ہمارے پیش کردہ معانی کو قبول کر لیں اور مان لیں کہ آیۃ کریمہ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ میں اللہ تعالےٰ نے ایک رسول (مسیح موعودؑ) کو آخری زمانہ میں مبعوث کرنے کا وعدہ فرمایا ہوا تھا۔ یا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو بھی قواعد علوم عربیہ سے ناواقف اور جاہل قرار دیں کیونکہ اُس نے صریحاً ایک لفظ اَوْ سَيُوْرِثُكُمْ کو ایک ہی موقعہ میں ماضی اور مستقبل کے دو متضاد معنوں میں استعمال کر کے (بقول آپکے) اجتماع ضدین کر دیا جس سے آپ بھی انکار نہیں کر سکتے بہرحال اب آپ کو ان دو موقوں میں سے ایک کو قبول کئے بغیر چارہ نہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ۝

فرزند علی عفا اللہ عنہ امیر جماعت احمدیہ
ضلع فیروزپور ۹ ستمبر ۱۹۲۰ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

القرآن فی رمضان

از افاضات مولانا حافظ روشن علی صاحب

(مرتبہ۔ قاضی محمد ظہور الدین۔ اکمل)

۵۷۰ ان یرتد الیک طرفک محاورہ ہے جلدی کام کرنے کا۔

(۲) جو آدمی آپکے گئے ہوئے ہیں انکے لوٹ کر آنے سے پہلے (۲) جو لوگ ملکہ کے اسی تخت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ ولی اللہ نے اپنی علم توجہ سے جھٹ پٹ منگوالیا۔ حضرت مسیح موعود نے بھی حمامتہ البشریٰ میں تصدیق فرمائی ہے۔

۵۷۱ نکروا لھا عرشھا۔ مفسرین نے اسکے یہ معنے کئے ہیں کہ اسکے تخت کو کچھ بدلا دو تا معلوم ہو کہ وہ کچھ عقل رکھتی ہے یا نہیں۔ ہمارے شیخ اسکے یہ معنے کرتے تھے کہ ایسا تخت بناؤ کہ اسے اپنا تخت بھول جائے اور ناپسند ہو جائے۔ اس حد تک غاطر تواضع کرو پھر ہدایت پائے یا نہ پائے۔

۵۷۲ انہ صرح۔ سلیمان اسکو بتانا چاہتے تھے کہ سورج خدا نہیں بلکہ اسکے پیچھے خدا ہے اس تمثیل سے وہ اپنی غلطی پر متنبہ ہو گئی۔

۵۷۳ خاویۃ لا انیس فیھا۔

۵۷۴ واعطر فا۔ مفردات والے نے لکھا ہے قرآن مجید میں جہاں مطر کا لفظ آیا ہے۔ عذاب ہی کے معنوں میں آیا ہے۔

۵۷۵ قوم یعدلون۔ شرک کرتے ہیں برابر بناتے ہیں۔

۵۷۶ وقع علیھم القول۔ عذاب کا حکم لگ جائیگا

۵۷۷ تکلمھم۔ زخم کرے گا ان کو (طاعون) پہلی کتابوں میں دابۃ کے عجیب عجیب حلیے لکھے ہیں۔ یہ دراصل اس بیماری کی تمثیلی شکلیں تھیں۔

۵۷۸ انا ردوہ الیک۔ یہ وعدہ قریب مانے میں پورا ہونے والا تھا۔ تا دلیل ہو دوسرے وعدے کے صدق پر جو جاعلوہ من المرسلین ہے۔

۵۷۹ ھذا من شیعتہ۔ معلوم ہوا کہ آدمی جہاں رہے وہاں اپنے کچھ مونس و رفقاء بھی رکھے۔

۵۸۰ ھذا من عمل الشیطن۔ اسے ڈانٹا کہ یہ شیطانی کام کرتے ہو۔

۵۸۱ القوی الامین۔ قوی تو سفر سے آتے ہی پانی نکالدینے سے ثابت ہو گیا۔ اور امین ان لڑکیوں سے شریفانہ معاملہ سے

۵۸۲ ذلک بینی۔ اس معاہدہ میں حضرت موسیٰ کے متعلق یہ حکمت تھی کہ بکریوں کے چرواہے میں ایک خاص قسم کا حوصلہ اور اعتدال پیدا ہوتا ہے کیونکہ لاٹھی جو پاس رکھتا ہے وہی بکریوں کے لئے وہی بھیڑیوں کے لئے۔ گویا برمحل معاملہ کی عادت ہو جاتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ شعیبؑ تھے مگر پیغمبر کے گھر کی لڑکیاں یوں نہیں پانی پلاتی پھرتیں۔ کوئی اور بزرگ شخص ہوگا۔

۵۸۳ ھذا افصح منی۔ افصح سے معلوم ہوا کہ موسیٰ بھی فصیح تھے۔ تتلے یا اکھلے بول نہ سکنے والے نہ تھے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے

۵۸۴ بجانب الغربی۔ مصر میں نہ تھا۔

۵۸۵ وما کنت بجانب الطور۔ یعنی یہ سب واقعات تیری آمد کی تمہید اور اسی زنجیر کی کڑیاں تھیں۔

۵۸۶ سحران۔ عصا کا سانپ اور ید بیضا وصلنا۔ قرآن شریف میں ربط ہے اور اسکی ترتیب خدا کی طرف سے ہے۔

۵۸۷ انک لا تھدی۔ دعوت الی الخیر تو رسول کر سکتا ہے۔ مگر ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچانا۔ نبی کا کام نہیں۔ خدا کا کام ہے

۵۸۸ حتی یبعث فی امھا۔ عذاب کے لئے دو شرطیں ہیں۔ اہل قریٰ ظالم ہوں دوم ایسی جگہ رسول مبعوث ہو جہاں سے تمام امت دعوے کو تبلیغ ہو سکے۔ چنانچہ خدا نے ہند میں اپنا نبی بھیجا۔ جو کل مذاہب کا آماجگاہ ہے دوسرے کسی ملک میں یہ اجتماع مذاہب و اقوام نہیں۔

۵۸۹ لہ الحمد فی الاولی۔ مسیح موعود نے اسکے معنے کئے ہیں۔ ابتداء اسلام میں بھی اور انتہا اسلام میں بھی۔

۵۹۰ لتنوء بالعصبۃ۔ اسکے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ ایک جماعت مختلف قسم کی چیزوں کی چابیاں رکھتی تھی۔ کوئی کسی صیغہ کا خزانچی کوئی کسی صیغہ کا دوم سفر تھا اسلئے مختلف قسم صندوقوں کی مختلف چابیاں۔ سوم۔ حفاظت کے لئے خزانے۔

۵۹۱ فلبث فیھم الف سنۃ۔ ہمارے شیخ فرماتے تھے۔ نوح کا سلسلہ ۹۵۰ سال رہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ان کا ذوق ہے۔

۵۹۲ ہیئی بھم۔ کیونکہ لوط جانتے تھے کہ میری طاقت نہیں مہمانوں کی بے عزتی یہ لوگ کرینگے تو مجھ سے دیکھا نہ جائے گا۔

اکیسواں پارہ شروع ہوا

۵۹۳ سبلنا۔ جتنے انواع واقسام کے مصائب ہوتی ہیں۔ اتنی ہی ان سے مخلصی کی راہیں۔

ویومئذ یفرح المومنین۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جس روز بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی (بقول بعض فتح مکہ) اسی روز رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ہوئی

۵۹۴ ولہ المثل۔ جو کام ایک دفعہ کر لیا جائے دوسری دفعہ بہت آسان ہوتا ہے۔ اس مثال سے یبدء الخلق ثم یعیدہ کو خوب سمجھ سکتے ہو۔

۵۹۵ حنیفا۔ تمام باطل خیالات سے الگ مطابق ہے اس بناوٹ کے جو خدا نے انسان کو دی۔

۵۹۶ واقیموا الصلوٰۃ۔ اقام الصلوٰۃ تین طرح ہے (۱) وقت پر جماعت کے ساتھ پڑھے (۲) مقابلہ کرے اپنے نفس کا اور خوب سمجھکر پڑھے (۳) جو جو اقرار نماز میں کرتا ہے۔ تمام افعال میں اسکی پابندی کرے۔

۵۹۷ فی کتب اللہ۔ الی یوم البعث۔ مجرموں کا قول غیر ساعت کہنا اسلئے ہے۔ کہ ہم کیا کرتے کیا نہ کرتے مہلت کم ملی۔ ادھر سے صاحبان علم کہینگے۔ از روئے شریعت قیامت تک رہے۔ یہ اسطرح پر کہ جو دل سے مؤمن ہوتا ہے وہ اپنی نیت کے لحاظ سے قیامت تک عمل صالح ہی میں ہے خواہ اس سے پہلے مرجائے۔

۵۹۸ یستعتبون۔ چوکھٹ پر عذر خواہی کے لئے نہیں آنے دیا جائیگا۔

۵۹۹ الحکمۃ ان اشکر للہ۔ لقمان کو یہ حکمت دیگئی۔ کہ خدا کی ہر نعمت پر خواہ چھوٹی ہی معلوم ہو۔ شکر کرنا یہ مال بڑھانے کا طریق ہے۔

۶۰۰ واصبر علی ما اصابک۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر لوگ دکھ دیتے ہیں اسپر صبر کا حکم حقیقی ملامتی فرقہ یہ ہے نہ وہ جو منہیات میں دراصل تلذذ پاتے ہیں جب تم صبر کروگے تو پھر لوگ تمہاری طرف جھکینگے۔ مرجع خلائق بنوگے۔ اسوقت لوگوں سے منہ نہ پھیرنا۔ نہ متکبر ہو جانا۔

۶۰۱ فی مشیتک۔ ہر حال میں بولنے میں خرچ کرنے میں معاملات میں۔

۶۰۲ لصوت الحمیر۔ گدھا وہ عالم ہے جو بے عمل ہو۔

۶۰۳ باطنۃ دل اچھا۔ دماغ اچھا۔ عقائد اچھے ہوں۔

۶۰۴ یدبر الامر من السماء۔ آسمان سے زمین پر امر دین اتار رہا ہے۔

(ب) پھر دین اٹھایا جائیگا۔ (۳ صدیاں خیر القرون کی چھوڑ کر) ہزار سال میں یعنی تیرہویں صدی۔ پھر اسکے بعد چودھویں صدی میں دوبارہ آئے گا۔

۶۰۵ لاتینا کل نفس ھداھا۔ یعنی صبر سے سب کو ہدایت یاب بناویں۔ مگر ایسا نہیں کرتے۔ کیونکہ ارادہ الٰہی یہ ہے کہ انسان اس بارے میں اختیار رکھے اور لوگ جہنم کو بھی بھریں۔

۶۰۶ من لقائہ۔ سلسلہ محمدیہ۔ سلسلہ موسویہ کا مثیل ہوگا۔

۶۰۷ (۲) حضرت موسےٰ کو کتاب دیگئی آپ بھی کتاب کے پانے کا یقین رکھیں۔

۶۰۸ سورۃ احزاب۔ پہلی سورتیں تکمیل تعلق کفار کے تنزل اور اپنی ترقی سے متعلق اب مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کا ذکر آتا ہے۔

۶۰۹ من قلبین فی جوفہ۔ دو متضاد رائیں ان میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ پس بیوی بہی سمجھو۔ اور ماں بہی سمجھو یہ نہیں ہو سکتا۔

۶۱۰ وازواجہ امھتھم۔ یہ ازواج کا ماں بننا۔ نبی کریم کے روحانی باپ ہونے کی غرض سے ہے۔

۶۱۱ واذ اخذنا من النبیین۔ اس اقرار کا ذکر ثم جاءکم رسول میں آیا ہے کہ ہر نبی اپنے بعد کے نبی کے ماننے کی وصیت کرے (۲) ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ (سورہ شوریٰ ع ۲)

۶۱۲ یثرب۔ یہ مدینہ منورہ کا پہلا نام ہے اسکے معنے بیریا فیور کا جگہہ

۶۱۳ عورۃ۔ جسکی حفاظت و نگہبانی کی ضرورت ہو۔

۶۱۴ واورثکم ارضھم (پ ۲۱ رکوع ۱۹)۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا تا واخرین منھم لما یلحقوا بھم کے معنے ہم لوگ کرتے ہیں۔ کہ امیین میں رسول کو مبعوث کیا اور مبعوث کرے گا وہی رسول آخرین ہیں۔ اسپر اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ ایک ہی فعل بمعنے ماضی اور پھر مضارع کسطرح ہو سکتا ہے۔ اسکی مثال یہ آیت ہے۔ فرمایا واورثکم ارضھم الآیۃ پھر فرمایا وارضا لم تطؤھا یعنی وارث کر دیا انکی زمین کا اور وارث کرے گا اس زمین کا جسپر ابہی تم نہیں چلے۔

اسلام کا جماعتی نظام

"مولوی ابوالکلام صاحب کا ایک خطبہ مسئلہ خلافت پر چھپا ہے۔ تمام کتاب سے تو ہمیں قطعی اتفاق نہیں نہ ان نتائج سے البتہ جماعت کے جماعتی نظام کے متعلق جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اسکی طرف عام کلمہ گوؤں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اگر وہ ہماری نہیں سنتے تو اپنے مقتداء کی سنیں اور احمدی جماعت کی خصوصیات پر نظر کریں کہ وہ بفضلہ ان باتوں سے متمتع ہے۔ آپ بھی تفرقہ و پراگندگی چھوڑ کر خلیفہ برحق کی بیعت کریں۔ قادیان کو مرکز قرار دیں۔ اور اسکی طرف ہجرت کریں۔ اور اشاعت اسلام میں لگجائیں کہ آجکل یہی "جہاد فی سبیل اللہ ہے"۔ (ایڈیٹر)

سب سے پہلے میں مسند امام احمد وغیرہ کی ایک روایت نقل کرونگا۔ جسمیں بالترتیب اسلام کا جماعتی نظام بیان کیا گیا ہے۔ "قال صلی اللہ علیہ وسلم: انا امرکم بخمس اللہ امرنی بہن الجماعۃ، والسمع والطاعۃ، والھجرۃ، والجہاد فی سبیل اللہ۔ فانہ من خرج من الجماعۃ قید شبر، فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ الا ان یراجع، ومن دعا بدعوی جاھلیۃ فھو من جثی جھنم۔ قالوا یا رسول اللہ وان صام وصلی؟ قال وان صلی وصام وزعم انہ مسلم۔ فادعوا المسلمین باسمائھم علی ماسماھم اللہ۔ المسلمین المومنین عباد اللہ" اخرجہ احمد والحاکم من حدیث الحارث الاشعری علی شرط الصحیحین قال ابن کثیر ھذا حدیث حسن ولہ الشواھد

یعنی فرمایا۔ میں تم کو پانچ باتوں کیلئے حکم دیتا ہوں جنکا حکم مجھے اللہ نے دیا ہے۔ جماعت، سمع وطاعۃ، ھجرۃ، اور اللہ کی راہ میں جہاد یقین کرو کہ جو مسلمان جماعت سے ایک بالشت بھر بھی باہر ہوا تو اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا، اور جس نے اسلام کی جماعتی زندگی کی جگہہ جاہلیۃ کی بے قیدی کیطرف بلایا تو اسکا ٹھکانا جہنم ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کیا ایسا شخص جہنمی ہوگا اگرچہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو؟ فرمایا ہاں۔ اگرچہ روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو۔ اور اپنے زعم میں اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو۔

اس حدیث میں پانچ باتیں بتلائی ہیں۔

پہلی چیز "جماعت" ہے۔ یعنی تمام امت کو ایک خلیفہ و امام پر اکٹھا ہوکر اور اپنے مرکز قومی سے ملحق ہوکر رہنا چاہیئے۔ الگ الگ نہیں رہنا چاہیئے۔ آگے چلکر کثرت کے ساتھہ وہ حدیثیں ملینگی جن سے معلوم ہوگا۔ کہ جماعت سے الگ ہوکر رہنے کو اسلام نے غیر اسلامی اور ابلیسی راہ قرار دیا ہے۔ اور ابھی آپ سن چکے ہیں۔ کہ انفرادی زندگی کو قرآن۔ کوئی زندگی ہی نہیں مانتا۔ اسلامی زندگی جماعت ہے۔

دوسری بات "سمع والطاعۃ" ہے۔ یعنی خلیفہ کی کامل درجہ کی اطاعت۔ ایسی اطاعت کو بس سننا اور اسپر بلاچون وچرا چلنا۔

تیسری بات "ہجرۃ" ہے ہجرۃ ہجر سے ہے جسکے معنی ترک کردینے اور چھوڑ دینے کے ہیں۔ اسلام کی اصطلاح میں جب کبھی کوئی فرد یا جماعت سعادت وصداقت کے کسی مقصد اعلی کیلئے اپنی دنیوی محبوبات و الوفات ترک کردے۔ مثلاً دولت کو آرام وراحت کو، عزیز و اقرباء کے قرب کو، وطن و مکان کو، تو اسکا نام ہجرہ الی اللہ اور ذہاب الی اللہ ہے۔ خدا کے ہر رسول اور انکے پیروؤں کو قیام حق کی راہ میں یہ منزل طے کرنی پڑی: انی مھاجر الی ربی اور انی ذاھب الی ربی۔ چونکہ وطن و مکان کا علاقہ ایک ایسا علاقہ ہے جسکے ترک کرنیمیں اہل و عیال، مال ومتاع، دوست واحباب، ہر طرح کے علاقوں کو ترک کردینا پڑتا ہے۔ اور اسکی محبت والفت کی زنجیر اور ساری زنجیروں سے بھاری ہے۔ اسلیئے ترک وطن کی ہجرت اعلے اور جامع قسم کی ہجرۃ ہوئی۔ اور زیادہ تر اطلاق مہاجرۃ کا تارکین وطن ہی پر کیا گیا۔ "ولکل امری ما نوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ، فھجرتہ الی اللہ ورسولہ۔ ومن کانت ھجرتہ لدنیا یصیبھا، او امراۃ یتزوجھا، فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ" (بخاری عن عمر رض) مفردات راغب میں ہے۔ "الھجر والھجران مفارقۃ الانسان غیرہ، اما بالبدن او باللسان او بالقلب۔ والمھاجرہ، مصارمۃ الغیر ومتارکتہ"، (۵۵۸)

پانچویں چیز "جہاد فی سبیل ہے"۔ جہاد "جہد" سے ہے جسکے معنی "استفراغ الوسع فی مدافعۃ العدو ظاھراً وباطناً" ہیں (مفردات راغب) یعنی دشمن اور دشمن کی تمام قوتوں کے دفع کرنمیں انتہا درجہ کی کوشش کرنا۔ یہ کوشش زبان سے بھی ہوتی ہے۔ مال سے بھی ہوتی ہے جان سے بھی ہوتی ہے جسمیں قسم کی کوشش کی ضرورت ہو ہر قسم جہاد فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔ "وجاھدوا المشرکین باموالکم وانفسکم والسنتکم" (رواہ ابوداؤد واحمد ونسائی وابن حبان عن انس)

یہ کہنا ضروری نہیں کہ یہی پانچ چیزیں دنیا میں قوموں اور ملکوں کے بقاؤ قیام کی اصلی بنیاد ہیں۔ دنیا میں کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جسکی قومی ہستی ان پانچ عنصروں سے کم نہو سعی وعمل کا کوئی گوشہ ہو، کامیابی بغیر ان اصول کے ممکن نہیں۔ ایک مٹھی گیہوں کے حصول سے لیکر قطب شمالی کی تحقیق تک، اور چاندی سونے سے لیکر خدا اور اسکی محبت تک کوئی چیز بغیر جماعت، اطاعت، ہجرۃ، اور جہاد کے حاصل نہیں ہوسکتی۔ دنیا نے آجتک جو کچھ پایا ہے اور نوع انسانی نے جسقدر بھی حاصل کیا ہے، غور کرو گے تو وہ سب انہی پانچ سچائیوں کے ثمرات ونتائج ہیں ایک ہی چیز مختلف بہیسوں اور ناموں میں آکر عقلوں کو الجھا دیتی ہے۔ ورنہ حقیقت ہر حال میں ایک ہی ہے۔ دنیا ان پانچ بنیادی حقیقتوں کو مختلف ناموں سے پکارتی اور مانتی ہے۔ دنیا میں کوئی عقل نہیں جو انکی منکر ہوسکے البتہ نام کے اختلاف نے معانی پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اگر ان کی تشریح کروں تو پوری ایک کتاب بنجائے۔ مسلمانوں نے جو کچھ پایا تھا انہی پر عمل کرکے، اور جسقدر کھویا انہی کو چھوڑ کر۔

یہاں ایک اور اہم اور قابل غور امر یہ بھی ہے کہ اس حدیث

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور نیز دیگر احادیث میں ہمیشہ جماعت اور اطاعت خلیفہ کی زندگی کو اسلامی زندگی قرار دیا ہے۔ اور اسکے عکس کو جاہلیۃ جاہلیۃ کی زندگی میں ہلاکت کا اصلی تخم کیا تھا؟ قرآن نے واضح کیا ہے کہ تفرقہ اور باہم دگر علحدگی اور کسی ایک مرکزی قوت کے ماتحت نہ ہونا۔ اسلام نے ظاہر ہو کر زندگی کی جو تخم ریزی کی وہ کیا تھی؟ باہمی اتحاد و ائتلاف۔ تمام افراد کو ایک متحدہ جماعت بنا کر نفس واحدہ کر دیا اور سب کے سر ایک ہی چوکھٹ پر جھکا دئے۔ واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا" الخ

پس جاہلیہ کا دوسرا نام تفرقہ ہوا، اور اسلام کا دوسرا نام جماعت اور التزام جماعت۔ یہی وجہ ہے کہ تمام احادیث میں یہ حقیقت واضح کیگئی اور اعلان کیا گیا کہ جو شخص جماعت اور اطاعت امام سے الگ ہو گیا تو گویا جماعت اسلام سے خارج ہو گیا اسکی موت اسلام پر نہیں بلکہ جاہلیۃ پر ہوئی۔ اگرچہ نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو، اور اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو"

پنجاب میں سرکاری جاگیریں

پنجاب گورنمنٹ کے صیغہ ریونیو سے ایک اعلان شائع ہوا ہے کہ اس پالیسی کو عمل دینے کے لیے جس کا صدر بہ پنجاب میں نئی جاگیریں پیدا کرنے کے متعلق گورنمنٹ نے اپنے ۵ اپریل ۱۹۱۷ء کے ریزولیوشن نمبری ۵۲۹۷ میں ذکر کیا تھا۔ لفٹننٹ گورنر پنجاب نے ۱۷ اصحاب کو منتخب کیا ہے جن میں سے ہر ایک کو ۲۵۰ روپیہ سالانہ کی جاگیر عطا کی گئی ہے۔ عطائے جاگیر کی شرط یہ ہے کہ ملک معظم کے ساتھ مستقل وفاداری اور مسلسل نیک روش کا اظہار کیا جائے اور پبلک یا گورنمنٹ کی جو برٹش ہند میں از روئے قانون قائم کیگئی ہے۔ جاگیردار اپنی بہترین قابلیت اور طاقت کے مطابق عملی طور پر مفید خدمت انجام دیتے رہیں۔ یہ جاگیریں جن اصحاب کو عطا کی گئی ہیں۔ اپنی زندگی بھر وہ پورے طور پر انکے قبضہ میں رہینگی۔ لیکن انکی آئندہ والی نسل کو جاگیر کی نصف رقم ملے گی۔ یہ اعلان بتا رہا ہے کہ گورنمنٹ اپنے اور پبلک کے وفادار خدمتگذاروں کی کیسی قدر کرتی ہے۔

مجرب دوائیں طلب فرمائیں

۱۔ شربت فولاد۔ جو طاقت اور خون صالح پیدا کرتا ہے قوت ہاضمہ کو قوی کرتا ہے۔ اعضاء رئیسہ کو تقویت بخشتا ہے۔ فی بوتل کلاں ۳ے۔

۲۔ شربت دافع قبض۔ قبض کو رفع کرتا ہے اور بلا کسی ضعف و کمزوری کے اجابت بافراغت روزانہ ہو جاتی ہے۔ کسی قسم کا پرہیز نہیں۔ فی بوتل کلاں ۳ے۔

۳۔ چٹنی۔ نہایت خوش ذائقہ ہے۔ غذا کو ہضم کرتی اور اشتہا کو بڑھاتی ہے۔ فی سیر ۴ر

۴۔ بخار کی گولیاں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے بخار کو دور کر کے خون کو صاف کرتی ہیں۔ اور قبض نہیں ہونے دیتیں۔ فی درجن ۴ر

۵۔ حب قبض کشاء۔ ہر قسم کے قبض کو دفع کرتی ہیں۔ اور بھوک لگاتی ہیں۔ فی درجن ۴ر

۶۔ علاوہ ازیں ایسے مایوس مریضوں کا جنکے اولاد نہیں ہوتی اور تمام عمر علاج کرتے کرتے گذر گئی اور پھر ناکام رہے خدا کے فضل سے اگر وہ میرا علاج شروع کر دیں۔ تو انشاء اللہ اوس قادر مطلق کے فضل سے اور مسیح موعودؑ کے صدقہ سے اونکے گھر اولاد ہوگی۔ مفصل حالات لکھکر بھیجدیں اونکا علاج کیا جائیگا۔ اور کامیابی خدا کے فضل و کرم سے ضرور ہوگی۔ خدا کی ذات سے ناامید ہونا مومن کی شان نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس عاجز کے تیار کردہ شربت فولاد اور چٹنی کا استعمال فرمایا ہے۔ ہر دو ادویات کو مفید پا کر ارشاد کیا ہے۔ کہ میری تیار کردہ ادویات کو حاجت مند احباب ضرور استعمال کریں۔ میں اور دوائیں بھی تیار کرتا ہوں۔ جنکی تفصیل مفصلہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کرنے پر معلوم ہو سکتی ہے۔ ادویات مندرجہ بالا سریع التاثیر اور مفید تر ہیں۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

حکیم۔ نور احمد احمدی اینڈ کو تاجران پٹنہ

اکولا۔ برار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اور آپکے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول کا بتایا ہوا۔

سرمہ ممیرا اور ست سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ مینے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا آپنے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزاروں روپے کماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شائع کیا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ بہت لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ الحمد للہ علے ذالک۔

میں اس سرمہ اور ممیرا کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مصدقہ ہے اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں۔ یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں۔ وہ اس سرمہ کو استعمال کریں حضرت حکیم الامۃ نے اسکے متعلق فرمایا۔ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ یہ سرمہ دہند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال سبوحہ۔ اور سرخی چشم اور ابتدائی موتیا بند و دیگر امراض کیلئے مفید ہے۔ قیمت سرمہ اوّل فی تولہ ۱ر اصلی ممیرا کی قیمت فی تولہ ۱ر روپیہ یہ سرمہ جسکی آنکھیں دکھتی ہوں انکیلئے بہت مفید ہے۔ اور مجرب اور مقوی بصر ہے خصوصاً طلباء کیلئے

ست سلاجیت۔ محیط اعظم سے نقل کیا ہے جسکی عبارت یہ ہے یقوی جمیع اعضاء نافع صرع و اختناق طعام قاطع بلغم و ریاح۔ دافع لہ اکسیر۔ وجذام و استسقاء زردی رنگ و تنگی نفس و دق شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفنت سدو گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود بہمراہ دودھ استعمال کریں قیمت قسم اول فی تولہ ۱ر

المشتہر۔ احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان پنجاب۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(مطبع ضیاء الاسلام باہتمام شیخ عبد الرحمن قادیانی پرنٹر قادیان۔ ایم قاسم علی کی فاروق منزل سے شائع ہوا)